قال اللہ تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (القرآن)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ (الحدیث)

حفظِ قرآنِ مجید کے رہنما اصول

مُرتّب

مولانا مفتی سبیل احمد صاحب زید مجدہ

(ناظم مدرسہ رفیق العلوم آمبور)

ناشر

قال اللہ تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (القرآن)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ (البخاری)

حفظِ قرآنِ مجید کے رہنما اصول

مرتب

مولانا مفتی سبیل احمد صاحب زید مجدہ

(ناظم مدرسہ رفیق العلوم آمبور)

جامعہ خیر العلوم اسعد آباد، ادگاؤں

گٹ نمبر/۱۰۹۹ اشرول روڈ تعلقہ شرول ضلع کولہاپور مہاراشٹر

تفصیلات کتاب

نام : حفظ قرآن کے رہنما اصول

مرتب : سبیل احمد غفرلہٗ

اشاعتِ اوّل : ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰۱۱ء

تعداد : ایک ہزار

ناشر : جامعہ خیر العلوم اسعد آباد، ادگاؤں ضلع کولھاپور مہاراشٹر

تقریظ

نمونۂ اسلاف حضرت مفتی محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

(خلیفۂ اجل فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ)

(بانی ومہتمم جامعہ محمودیہ، میرٹھ، یوپی)

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا اَمَّا بَعْدُ!

محبِّ مکرم مفتی سبیل احمد صاحب زید مجدہم مجازِ بیعت فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کو حق تعالیٰ شانہ نے دیگر اوصاف وکمالات کے ساتھ طلباء کی تعلیم و تربیت کا خاص ذوق عطا فرمایا ہے اور طویل عرصہ سے تعلیمی وتربیتی خدمات انجام دینے کی وجہ سے موصوف کو کافی تجربات بھی حاصل ہوئے ہیں۔

موصوف نے اپنے اور دیگر اکابر کے تجربات کی روشنی میں حفظ کرنے والے طلباء اور اساتذہ کے لئے اصول و ہدایات کو پیشِ نظر رسالہ میں جمع فرمایا ہے، امید ہے کہ اگر اساتذہ و طلباءِ حفظ اس رسالہ کو مطالعہ میں رکھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت فائدہ ہوگا۔

دعا گو ہوں کہ حق تعالیٰ شانہ اس رسالہ کو بے حد مفید ومقبول فرمائے اور موصوف کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور مزید اس نوع کی توفیقات وترقیات سے نوازے۔ آمین

فقط

محمد فاروق غفرلہ

خادم جامعہ محمودیہ میرٹھ

۲۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ

تقریظ

نمونۂ اسلاف حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب دامت برکاتہم

(بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ اشرف العلوم، حیدرآباد)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ !

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی عظیم کتاب اور خیر الکلام ہے، اس کی تلاوت عبادت اور اس کی تحفیظ باعثِ شرف وفضیلت ہے، اس کے پڑھنے پڑھانے والے "خیر الامت" ہیں، یہ کتاب اگرچہ عربی زبان میں اتری ہے مگر اس کی صحیح تلاوت کے لئے محض عربی دانی کافی نہیں ہے، کیونکہ اس کے الفاظ وتعبیرات کی طرح اس کی ادا اور نطق بھی معجزانہ ہے، بڑے بڑے فصیح وبلیغ عرب بھی فن تجوید سیکھے بغیر قاریٔ قرآن نہیں کہلاتے، اس لئے جب سے قرآن مجید نازل ہوا اور حضرت محمد ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو سنایا تب سے لے کر آج تک ہر زمانہ میں امت کا ایک طبقہ اس کی عبارت کے الفاظ اور تلاوت کے انداز دونوں کو پوری ذمہ داری کے ساتھ من وعن محفوظ کر کے اگلی نسلوں تک پہنچانے میں مشغول رہا ہے، اس کی صحتِ حفظ اور صحتِ ادا کے لئے درسگاہیں قائم اور ماہرین فراہم کئے جاتے رہے ہیں۔

الحمدللہ ہندوستان کو ماضی میں بھی کلام اللہ شریف کی خدمت میں ایک ممتاز مقام حاصل تھا اور آج بھی بے شمار درسگاہیں تحفیظِ قرآن کے لئے قائم وآباد ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے، البتہ ان دونوں مختلف وجوہات —— جن میں شوق وذوق کی کمی، حافظہ کی کمزوری، علوم نبویہ کے شیوع اور ان میں تسابق، حفاظِ کرام کی ناقدری اور خود ان میں احساسِ کمتری اور ان سب پر مستزاد روحانیت کمزور سے کمزور تر کردینے والی تیزی سے بڑھتی

ہوئی مصنوعات شامل ہیں ــــ کی بناء پر مدارسِ قرآنیہ میں معیارِ حفظ تجوید تشویشناک حد تک گرگیا اور گرتا جارہا ہے، لیکن یہ قرآنِ کریم ہی کا معجزہ ہے کہ اہل مدارس اس مسئلہ سے غافل نہیں ہیں اور معیارِ تعلیم کو بلند کرنے کے لئے سوچ بچار اور ماہرین تجربات سے استفادہ کے عمل کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

برادر محترم مفتی سبیل احمد صاحب زید مجدہم ناظم مدرسہ رفیق العلوم آمبور بھی انہیں فکر مند علماء میں سے ایک ہیں جنہیں مدارسِ حفظ کے نظام کو مؤثر اور تعلیم کے معیار کو مستحکم بنانے سے غیر معمولی دلچسپی اور اس کی بہت زیادہ فکر ہے، جنہوں نے بفضلہٖ تعالی اپنے طویل مدتی تجربے اور دیگر معروف ومشہور مدارس کے تجربات کی روشنی میں اساتذۂ حفظ کے لئے ضروری ہدایات اور مفید نظام العمل کو ایک رسالہ کی شکل میں مرتب فرمایا ہے، اس عاجز نے اس کا تفصیلی مطالعہ کیا اور مفید محسوس کیا، جزوی ترمیم اور علاقہ وماحول کی روشنی میں وقتی ردّ وبدل کی جاسکتی ہے، جیسا کہ موصوف نے خود اپنے رسالہ کے آخر میں اس کو تسلیم کیا ہے، بحیثیتِ مجموعی یہ بہت کام کی چیز ہے، انشاء اللہ تعالی اساتذہ کرام کے لئے یہ ہدایات مشعل راہ کا کام دیں گی، حق تعالیٰ اپنے کرم سے قبول فرمائے اور مرتبِ رسالہ کو تمام معلّمین کی طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے۔ آمین

والسلام

محمد عبد القوی حیدرآباد

۳/ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

باسمہ تعالیٰ شانہ

عرض احقر

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ اپنی عظیم ومقدس ترین کتاب کی حفاظت اپنے ذمہ لے رکھا ہے، حفاظتِ قرآن مجید کی مختلف شکلیں ہیں، انہی میں حفظِ قرآن مجید بھی ہے، کروڑوں بلکہ اربوں حفاظ اب تک پیدا ہوگئے، اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے انشاء اللہ العزیز، بہت خوش قسمت ہیں وہ حفاظِ کرام جن کو اللہ تعالیٰ نے حفظِ قرآن مجید کی سعادت سے نوازا، قرآن مجید کتاب اللہ ہے، اس سے متعلق ہر امر معجزہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس عظیم کتاب مقدس کی حفاظت اسی معجزانہ شان کے ساتھ فرمائی، صحابہؓ سے لے کر اب تک سینکڑوں واقعات ایسے ہیں جو صرف اور صرف اسی کتاب کے ساتھ مخصوص ہیں، حضرت زیدؓ، حضرت ابن عباسؓ اور بہت سارے صحابہؓ کا معمول تھا کہ قرآن مجید کا جتنا حصہ نازل ہوتا اتنا حصہ یاد کرلیتے، اسی طرح اسلاف میں خواجہ حذیفہؒ اور خواجہ مودودؒ جو مشائخ چشت کے تابندہ ماہتاب ہیں صرف سات سال کی عمر میں حافظ ہوگئے تھے، علامہ ابن حجر مکیؒ صرف نو سال کی عمر میں حافظ ہوگئے، امام شافعیؒ ایک ماہ میں اور امام محمدؒ صرف ایک ہفتہ میں حافظ ہوگئے سبحان اللہ، اسی طرح قریب کے اکابر میں بانی دار العلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے پہلا حج کیا تو اس زمانہ میں پانی کے جہاز سے پانچ چھ مہینوں میں جدہ پہنچتے تھے، شعبان میں جہاز میں سوار ہوئے، رمضان آگیا اور اتفاق سے کوئی حافظ نہیں، پہلے دن تراویح اَلَمْ تَرَ كَيْفَ سے ہوئی، حضرت کو بڑی غیرت آئی کہ تقریباً تین سو آدمی جہاز میں موجود اور کوئی حافظ نہیں، اسی دن قرآن یاد کرنا شروع کردیا، روز ایک پارہ حفظ یاد کرتے اور رات کو تراویح میں سنا دیتے، اللہ اکبر، اسی طرح اسیر مالٹا شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو

انگریزوں نے گرفتار کرکے مالٹا بھیج دیا، جیل میں رمضان آ گیا، استاذِ محترم شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندیؒ اور شاگرد شیخ الاسلام دونوں حافظ نہیں تھے، قرآن مجید یاد کرنا شروع کر دیا، روزانہ ایک پارہ یاد کرتے اور تراویح میں استاذِ محترم کو سناتے، اسی طرح شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے والد بزگوار حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحبؒ سات سال اور محی السنہ حضرت شاہ ابرارالحق صاحبؒ ہردوئی آٹھ سال کی عمر میں حافظ ہو چکے تھے، یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ جو اس کی طرف متوجہ ہو وہ خود اس کے قلب کے اندر آ جاتا ہے، جو خود ہی بے اعتنائی کرے تو وہ ایک طرف ہو جاتا ہے، حضور اقدس ﷺ نے حفاظ کرام کو اشرافِ امت قرار دیا ہے، آپ ﷺ نے حافظِ قرآن کے بے شمار فضائل بیان فرمائے ہیں، حفاظِ کرام قابل رشک اور خوش قسمت ہیں۔

آپ ﷺ نے قرآن مجید یاد کرنے کے جہاں اتنے فضائل بیان فرمائے وہیں اس کو یاد کرنے کے بعد بھولنے پر سخت وعیدیں بھی بیان فرمائے ہیں، حضرت انسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے ثواب میرے روبرو پیش کئے گئے، اسی طرح میری امت کے گناہ بھی پیش کئے گئے تو میں نے ان میں اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی کوئی سورۃ یا کوئی آیت یاد ہو اور وہ اس کو بھول گیا ہو۔ (ترمذی شریف) حضرت سعد ابن عبادہؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن شریف کو پڑھے اور پھر اس کو بھول جائے قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں کوڑھی ہو کر حاضر ہوگا۔ (ابوداؤد شریف) اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

حفظِ قرآن مجید کے بے شمار مدارس کو دیکھ کر بے انتہا خوشی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین متین اور قرآن مجید کی حفاظت کے لئے ان مدارس دینیہ کو ذریعہ فرمایا اور ان مدارس کے ذریعہ ہر سال سینکڑوں حفاظ فارغ ہوتے ہیں، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ آج کے جدید میڈیا کی تخریب کاری اور اس کے مضر اثرات کی بناء پر ہر طرف ذہنی انتشار اور اخلاقی گراوٹ بڑی تیزی کے ساتھ بڑھتی چلی جا رہی ہے، اس کے مضر اثرات بالراست حفاظِ کرام پر بھی پڑ رہے ہیں، حفظ

کرنے والے طلبہ بھی اس سے متاثر ہورہے ہیں، چنانچہ جید حفاظ کی کمی اور بھولے ہوئے حفاظ کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے، تعلیمی معیار بھی گھٹ رہا ہے، مدارس حفظ قرآن مجید کے طریقہ تعلیم میں افراط وتفریط کا شکار نظر آتے ہیں، مدرسین پریشان نظر آتے ہیں کہ کس طرح اس بحران کو نمٹا جائے، (جس طرح حفظ قرآن مجید کی یہ عالی خدمت ہمارے لئے دنیا اور آخرت میں سرخروئی کا سبب ہے اسی طرح اگر ہم سے کمزور اور کچے حفاظ پیدا ہو کر بھول جائیں تو خدانخواستہ وعید میں بھی ہم داخل ہو جائیں، العیاذ باللہ) سختی کریں تو مشکل، معمولی معمولی باتوں پر تعلیمی سلسلہ کے منقطع ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے، اگر ایسا ہی حال رہا اور ہم نے اپنے بڑوں کے تجربات سے استفادہ نہیں کیا تو آنیوالے دنوں میں بہت برے نتائج ہونگے، اس لئے داعیہ پیدا ہوا کہ پختگی اور تجوید کے ساتھ جید اور عمدہ حفظ کے لئے ماہرین کے تجربات سے استفادہ کے بعد ایک رسالہ تیار کیا جائے جو حفظ قرآن مجید کی تعلیمی معیار کے گراوٹ کے لئے سدِ باب ہو، مدرسین کے لئے رہنما ثابت ہو، چنانچہ اسی نیک مقصد کی خاطر یہ کتابچہ مرتب کیا گیا، مدرسین کرام سے گذارش ہے کہ بتدریج ان اصول کو اپنا کر تعلیمی معیار کو بڑھانے کی سعی فرمائیں، نیز اس کے علاوہ اپنے مفید تجربات سے احقر کو مطلع فرمائیں، احقر نے ان نوادرات کے جمع کرنے میں اشرف المدارس ہردوئی، مدرسہ فیض العلوم، مدرسہ سبیل الفلاح، اشرف العلوم حیدر آباد، دعوت القرآن پرنامبٹ، احیاء العلوم وانمباڑی اور مفتاح العلوم میل وشارم اور رفیق العلوم آمبور کے تجربات اور ماہر وجید حفاظ واساتذہ سے بھی استفادہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان اداروں اور جملہ مدارس دینیہ کو قبولیت نصیب فرمائے، تاقیامت بعافیت جاری رکھے، ان حاملین قرآن مجید کو اپنے شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ احقر کی اس سعی وکوشش کو قبول فرما کر مقصد میں کامیابی عطا فرمائے، نجات و تقرب کا ذریعہ فرمائے، ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

والسلام

سبیل احمد غفرلہ

(یکے از خدام فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ)

معلم کا مقام احادیث کی روشنی میں

☆ حضرت ضحاکؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں یہ دعا فرمائی ''اے اللہ! اساتذۂ دین کی بخشش فرمادے اوران کی عمریں لمبی فرمادے اوران کے معاش میں برکت فرمادے''

☆ حضرت ابن عباسؓ سے یہ مرفوع حدیث نقل ہے ''اے اللہ! اساتذہ کو بخش دے، ان کی عمریں دراز فرمادے اوران کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عنایت فرما کیونکہ وہ تیری نازل کردہ کتاب (قرآن مجید) کی تعلیم دیتے ہیں''

☆ حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں کتاب اللہ کی تلاوت اور آپس میں اس کے درس وتدریس کے لئے مجتمع نہیں ہوتی مگران پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں اور حق تعالیٰ شانہ ان کا ذکر اپنے مقرب ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں۔

(مسلم، ابوداؤد شریف)

☆ ابن رجب حنبلیؒ کہتے ہیں کہ عطیہ نے ابوسعید خدریؓ کی حدیث سے نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی روایت کیا ہے کہ لوگ صبح کی نماز باجماعت ادا کریں اور پھر اپنی نماز کی جگہ ہی میں بیٹھ کر کتاب اللہ ایک دوسرے کو سننے سنانے اور سیکھنے سکھانے میں مصروف ہوجائیں ان پر اللہ تعالیٰ فرشتے مقرر فرمادیتے ہیں جو ان کی بخشش کی دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ قرآن شریف کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہوجائیں۔ (ابن رجب)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے ابو ہریرہؓ! قرآن مجید سیکھتا اور سکھاتا رہ یہاں تک کہ اسی شغل میں تیری موت آجائے،

کیونکہ اگر اسی شغل میں تیری موت آجائے گی تو فرشتے تیری قبر کی زیارت اس طرح کرنے آئینگے جس طرح اہل ایمان کعبۃ اللہ کی زیارت کرنے آتے ہیں۔ (کنز المعانی شرح الشاطبیہ)

☆ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے علیؓ! قرآن سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھلاؤ پس تمہارے لئے ہر حرف کے بدلہ میں دس نیکیاں ہیں، پس اگر اسی حالت میں تمہاری موت آگئی تو شہید کا رتبہ پاؤ گے۔ (ابونعیم)

☆ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا علی الصباح مسجد میں جا کر کتاب اللہ کی دو آیتوں کا سکھلا دینا یا صرف پڑھ لینا دو فربہ کوہان اونٹنیوں سے اور تین آیتوں کا تین اونٹنیوں سے، اسی طرح چار کا چار اونٹنیوں سے بھی افضل ہے۔ (مسلم شریف)

معلم کیسے ہونا چاہئے!

☆ معلم کا کسی اللہ والے سے اصلاحی تعلق کا ہونا ضروری ہے۔

☆ معلم لائق وفائق، رحم دل، مدبر، مستقل مزاج اور اپنے وقت اور ضابطہ کا پابند ہونا چاہئے۔

☆ معلم ایسا نرم بھی نہ ہو کہ لڑکوں کو سر پر چڑھالے بلکہ طلباء پر اپنا رعب جمائے رہے اور نہ ایسا سخت ہو کہ ہوا بن جائے اور طلباء اس سے وحشت کرنے اور گھبرانے لگیں۔ اس سے طلباء کا نقصان ہوگا۔

☆ معلم کو اپنے شاگرد کے ساتھ حقیقی باپ سے بھی زیادہ شفقت و پیار کا معاملہ کرنا چاہئے تاکہ اس کو استاذ سے انسیت اور محبت ہو جائے، جب استاذ سے لگاؤ و تعلق پیدا ہوگا، انسیت و محبت ہوگی تب ہی شاگرد استاذ کے علم وفیض سے کما حقہ استفادہ کرسکے گا۔

☆ مار پیٹ سے حتی المقدور پرہیز کرنا چاہئے اس لئے کہ جو معلم بچوں کو مار پیٹ کر

پڑھاتے ہیں وہ طریقہ تعلیم سے ناواقف ہیں، اپنی لاعلمی کا غصہ ناحق بچوں پر نکالتے ہیں، حالانکہ وہ معصوم ہوتے ہیں، مار پیٹ سے بھاگنا طبعی امر ہے، پس مار کر پڑھانے والے معلم بچوں کو تعلیم سے بھگاتے ہیں اور علم سے نفرت دلاتے ہیں، اس سے طلباء کے دو شدید نقصان ہوتے ہیں (۱) یا تو وہ مدرسہ چھوڑ کر دوسرے مدرسہ کو چلے جاتے ہیں جس سے وقت کا ضیاع ہوتا ہے (۲) یا پھر بالکل تعلیم ہی ترک کر دیتے ہیں جس سے عمر عزیز خراب ہو جاتی ہے۔

حکایت: ایک دن اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ: اے موسیٰ! کیا تم جانتے ہو کہ ہم نے تمہیں نبوت کا منصبِ اعظم کیوں عطا کیا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار تو ہی جانتا ہے، اللہ نے فرمایا کہ اس دن کو یاد کرو جب تم وادئ یمن میں بکری چرا رہے تھے اور ایک بکری بھاگ کھڑی ہوئی تھی تم اس کے پیچھے دوڑے جس کی وجہ سے تم کو بہت زیادہ تکلیف ومشقت برداشت کرنی پڑی پھر جب تم نے اس بکری کو پکڑ لیا تو تم نے اس بکری کو مارا نہیں اور نہ اس پر غیظ وغضب کا اظہار کیا بلکہ اس کے ساتھ شفقت ونرمی کا برتاؤ کیا اور اس کو مخاطب کر کے کہا او بیچاری! تو نے اپنے آپ کو بھی تکلیف ومصیبت میں مبتلا کیا اور مجھ کو بھی تکلیف وتعب میں ڈالا، جب ہم نے اس حیوان کے تئیں تمہاری شفقت ورحم پروری دیکھی تو تم پر ہماری رحمت متوجہ ہوئی کہ تمہیں نبوت سے سرفراز کیا اور اپنا برگزیدہ بندہ قرار دیا۔ (مظاہر حق ۵/۸۶)

☆ معلم کو خارجی مصروفیات سے فارغ رہنا چاہئے تاکہ یکسوئی کے ساتھ طلباء پر محنت کر سکے۔

☆ معلم کو بچوں کی مزاج شناسی کے اصول ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہئے، جو استاذ مزاج شناس نہ ہو اس کا اس میدان میں کامیاب ہونا مشکل ہے، اس لئے معلم میں بچوں کی کیفیات وحرکات سمجھ کر ان کو مصروف رکھنے کی صلاحیت ہونی چاہئے۔

☆ استاذ کو معلم کے ساتھ مربی بھی ہونا چاہئے تعلیم کیساتھ طلباء کے ظاہر وباطن کی پاکیزگی کا بھی خیال رکھنا چاہئے تاکہ وہ گالی گلوج، فحش گوئی، بدکلامی اور برے ومخرب اخلاق

وافعال واعمال جیسے سینما بینی، ٹیلی ویژن، گانا بجانا، اور برہنہ وفاجر وفاسق کی تصاویر (جیسے فلمی تصاویر) دیکھنے سے اور افسانہ وناول پڑھنے سے بچے رہیں، کیونکہ اس سے دل پاک اور ذہن محفوظ رہے گا اور طلباء کے ظاہری لباس وپوشاک اور رہن سہن میں اسلامی طریقہ وصفائی کا بھی خیال رہے، اس سے جسم تندرست اور ذہن تروتازہ رہے گا اور اس کے ذریعہ حصول علم میں آسانی اور بہت زیادہ فائدہ ہوگا اور یاد بھی خوب پختہ رہے گا۔

☆ استاذ کی وضع قطع پوری طرح مسنون اور صلحاء کی پسندیدہ ہونی چاہئے۔

اہم ہدایات برائے معلّمین

☆ بارگاہِ خداوندی میں سجدۂ تشکر بجالاتے رہیں کہ اس نے ہمیں اس اونچے اور عظیم منصب پر فائز فرمایا اور دین وعلم دین کی خدمت کیلئے قبول فرمایا۔

☆ بارگاہِ خداوندی میں ہمیشہ دست بدعا بھی رہیں کہ اے اللہ آ مجھے حدیث پاک کی خوشخبری کا مصداق بنادے اور تادمِ حیات خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرما۔

☆ اپنی کم علمی وبے مائیگی کا احساس اور خداوند قدوس کی برتری، بزرگی اور تقدس کا یقین ہو، چونکہ تواضع ہی سے اللہ تعالیٰ رفعت وبلندی عطا فرماتے ہیں اور دینی ودنیوی ترقی کی راہیں ہموار ہوتی ہیں اور علم میں اضافہ ہی اضافہ ہوتا ہے۔

☆ نیت میں اخلاص ہو، یعنی خوشنودیٔ خداوندی ورضائے الٰہی درس وتدریس کا اصل مقصد ہو، قرآن مجید کی دل میں عظمت ہو اور اس کے کلام اللہ ہونے کا استحضار ہو، ہمیشہ نگاہ ونظر ثواب آخرت پر ہو، اجرتِ دنیا پر ہرگز نہ ہو۔

☆ اپنے تعلیمی اوقات کی قدر ہو، اس طرح کہ کوئی لمحہ رائیگاں اور ضائع نہ ہونے پائے،

طلباء کرام قوم کی امانت ہیں اور ہمارے اوقات ان کی خدمت کیلئے وقف ہو گئے ہیں لہٰذا خوب دلچسپی سے خدمت کی جائے۔

☆ طلباء کے وقت کا خیال نہ کرنا، ان کی تعلیم و تربیت پر خاطر خواہ توجہ نہ دینا اور استخفاف ولا پرواہی برتنا ان کے ساتھ خیانت ہوگی، جس کی بروز حشر پوچھ ہوگی۔

☆ استاذ کو چاہئے کہ پہلے طالبِ علم کی لیاقت وصلاحیت کو جانچے کہ وہ کتنی محنت کرسکتا ہے، جانچنے کے بعد اتنی محنت اس سے کرائے اور پھر رفتہ رفتہ طالب علم کی محنت کو بڑھاتا رہے۔

☆ کسی بچہ کا حفظ کرنا جیسے خود اس کے لئے اور اس کے والدین کے لئے سعادتِ عظمیٰ ہے، اسی طرح استاذ کے لئے بھی نعمتِ عظمیٰ ہے، اس نعمت کی قدر کرنی چاہئے۔

☆ استاذ کو چاہئے کہ وہ ترانہ سے قبل مدرسہ میں حاضر رہے تاکہ ترانہ کے بعد فوراً اپنا کام شروع کردیں۔

☆ اساتذہ کا درجات میں سونا، اونگنا نامناسب اور معیوب ہے، اساتذہ کو درجات میں چوکنا رہنا چاہئے، سوتے ہوئے اور اونگتے ہوئے سنتے رہنا اس سے بھی زیادہ معیوب ہے۔

☆ طالبِ علم جب سنانے لگتا ہے تو بعض اساتذہ کو اونگھ آنے لگتی ہے، اس سے طالبعلم کی غلطیاں رہ جاتی ہیں جو کونقصانِ عظیم ہے، اس لئے استاذ کو درسگاہ میں چوکنا اور بیدار رہنا چاہیے۔

☆ اساتذۂ حفظ کا فجر سے قبل ایک گھنٹہ اپنے طلباء کے لئے وقت نکالنا اور فجر سے پہلے ہی طلباء کو محنت سے پڑھانا حفظ کے لئے بہت مفید ہے۔ سب ہی اساتذۂ کرام اپنے طلباء کو نگرانی میں پڑھوائیں تو حفظ کی تعلیم معیاری ہوگی۔

☆ سب سے پہلے جو علم حاصل کررہے ہیں اس کی اہمیت وفضیلت اور حاملین قرآن وحافظ قرآن کا مقام اور اس کی عظمت طلباء کے دلوں میں بٹھائی جائے۔

☆ ذرائع علم کا ادب واحترام مثلاً کتاب کا (چاہے وہ نورانی قاعدہ ہو یا قرآن مجید ہو یا کوئی اور کتاب ہو) اور اساتذہ، منتظمین وملازمین اور مدرسہ کا خصوصاً درسگاہ کا اور رحل، جزدان،

تپائی، کاغذ، پنسل، قلم وغیرہ کا حد درجہ ادب طلباء کے دلوں میں بٹھایا جائے۔

☆ درسگاہ اور اس کے فرش کی صفائی کی اہمیت بتلائی جائے۔

☆ بوقتِ درس درجات میں طلباء کی صفیں بالکل سیدھی ہوں اس کا لحاظ رکھا جائے۔

☆ طلباء کے بیٹھنے ہی میں ادب وسلیقہ کا علانیہ طور پر اظہار ہو۔

☆ تمام کاغذات کا بالخصوص دینیات اور قرآن مجید کے کاغذات کا ادب کیا جائے، ادھر ادھر پڑے ہوں تو ادب سے اٹھا کر باقاعدہ رکھا جائے، اس کی طرف طلباء کو توجہ دلاتے رہیں اور اہمیت بتلاتے رہیں، اس کے لئے علاحدہ علاحدہ نظم ہونا چاہئے یعنی عام کاغذات کے لئے ایک بکس یا جھولا ہو اور دینیات کے کاغذات کے لئے علاحدہ بکس یا جھولا ہو اور قرآن مجید کے کاغذات کے لئے علاحدہ بکس یا جھولا ہو اور جب وہ بھر جائے تو اسے کسی محفوظ مقام (جیسے قبرستان وغیرہ) میں دفن کر دیا جائے۔

☆ اساتذہ طلباء کو اس بات کی ہدایت کرتے رہیں بلکہ انہیں پابند کر دیں کہ پڑھی ہوئی مقدار تعطیلات میں گھر سے دور کر کے لائیں۔

طلبہ کے جید اور مجود حافظ بننے کے لئے تجربات کے بعد کچھ اصول مرتب کئے گئے ہیں۔ یہ اصول اساتذہ کے لئے بہت مفید ثابت ہونگے، نیز انشاء اللہ تعالیٰ طلبہ جید و مجود حافظ بنیں گے۔

سبق

☆ نئے سبق کی مقدار شروع میں طالبعلم کے اختیار پر ہو، ایک ہفتہ بعد ذہانت کے مطابق مقدار متعین کر دیں، نیز پوری کوشش کریں کہ نیا سبق یومیہ کم از کم ایک رکوع ہو۔

☆ نیا سبق قرآن مجید کے ''ع'' کی ترتیب پر یاد کرائیں۔

☆ ہر صفحہ پر آیت کے ختم والے قرآن مجید پر حفظ نہ کرائیں، کیونکہ بھول پر صفحہ مکمل چھوٹ

جانے کا اندیشہ ہوتا ہے نیز معانی ومفہوم کے اعتبار سے بھی اس میں نقصان ہے، بہتر ہے ۱۶ سطر والے قرآن مجید میں ''ع'' کی ترتیب پر حفظ کرائیں، پندرہ سطر والے قرآن مجید میں حفظ شروع کردیا گیا ہو تو بقیہ حفظ ''ع'' کی ترتیب پر کرائیں۔

☆ نئے سبق کا ناظرہ استاذ پہلے سن لیں اور طالبعلم کوئی بار روانی کے ساتھ پڑھنے کو کہیں۔

☆ سبق یاد کرنے کے بہترین اوقات یہ دو ہیں (۱) مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت (۲) سحری و تہجد کا وقت۔

☆ سبق استاذ خود سنے، ہرگز دوسرے سے نہ سنوائے۔

☆ نئے سبق کے دوران اگر سورۃ شروع ہو تو پہلے سورۃ کا نام پھر تسمیہ یاد کرائیں۔

☆ طالبعلم کو شروع میں نیا سبق یاد کرنے کا طریقہ اچھی طرح سمجھا دیں، سبق یاد کرنے کے لئے یہ باتیں طالبعلم کو اچھی طرح سمجھا دیں (۱) پہلے نئے سبق کا ناظرہ تجوید وصحت کے ساتھ خوب رواں کرلے (۲) آیت کا جس قدر ٹکڑا آسانی سے رٹ سکتے ہوں اسکو رٹے مثلا: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا اسکو اتنا رٹے کہ خوب یاد ہوجائے، تعداد کی کوئی قید نہیں، اس کے بعد بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ رٹتا رہے، جب یاد ہوجائے تو پھر تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ملا کر رٹے، جب پختہ ہوجائے تو پھر مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ رٹے، یاد ہونے کے بعد پھر شروع تِلْكَ الرُّسُلُ سے دو تین بار پڑھ کر جانچ لے، اس طرح تھوڑا تھوڑا کرکے پورا سبق یاد کرلے، جب تھوڑا یاد کرلے تو شروع سبق سے پڑھ کر جانچ کرتے رہے، غرضیکہ سبق کا آخری جملہ رٹتے ہوئے بھی شروع کو نہ چھوڑے، آگے رٹتا رہے پچھلا ملاتے رہے، ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے رٹے، اس قدر جلدی نہ رٹے کہ جس سے حروف کٹ جائیں، استاد کو سنانے سے پہلے خود پوری مقدار ملا کر پڑھ کر دیکھ لے، اگر اٹک یا بھول ہو تو پھر رٹے اور دوبارہ زبانی پڑھ کر جانچ لے۔

☆ نیا سبق اٹک، بھول، متشابہ، تبدیلی حرکات، مخرج کی کمی، لحن جلی، زیادتی حروف کے

بغیر پختہ، مکمل تجوید کے ساتھ سنیں، یاد رہے نئے سبق میں رعایت کرنا آگے عمل کے لئے انتہائی مضر ہے۔

☆ نئے سبق کے ساتھ پچھلا ایک سبق ملا کر سنا جائے تا کہ پچھلے سبق کے ساتھ ربط ہو جائے۔

☆ اس ترتیب سے حفظ شروع کرائیں (پہلے پارہ ۳۰ پھر پارہ ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶) ان پانچ پاروں کے بعد آگے پارہ ایک سے شروع کرائیں، تا کہ خدانخواستہ طالبعلم کے غبی ہونے کی صورت میں حفظ کا سلسلہ منقطع ہونے پر یہ پارے نماز وامامت میں کام آویں۔

☆ جو طالبعلم پہلے سبق سنائے سن لیا جائے یعنی سبق سننے میں ہر دن ایک ہی طالبعلم کو متعین نہ کریں۔

☆ سبق میں اٹکنے پر ہرگز نہ بولیں بلکہ تھوڑا وقفہ کریں کہ وہ خود نکالے ورنہ واپس بھیج دیں، دوبارہ پکا یاد کرا کر بغیر غلطی اور اٹک کے سنا جائے۔

☆ سبق کی جو مقدار استاذ کی طرف سے طے کر دی جائے طالبعلم سے اتنی مقدار مکمل سنی جائے، اس مقدار سے کم پر اٹکنے پر جہاں اٹکے وہاں تک سبق شمار نہ کیا جائے، اس طرح طالبعلم روزانہ کچا سبق یاد کرنے کا عادی ہو جائیگا۔

☆ جملہ طلبہ کے نئے اسباق بعد فجر یا جو پہلی نشست ہو اسی میں سن لیا جائے، طلبہ کو اس کی عادت کروائیں کہ وہ پہلی نشست ہی میں سنا دیں، اگر کوئی طالبعلم پہلی نشست میں نہ سنائے تو اس دن اس کا سبق نہ سنا جائے، چند دن اس طرح کرنے پر یہ طریقہ قابو میں آ جائیگا۔

☆ نئے سبق کی مقدار یومیہ اتنی ہو کہ ہر طالبعلم کا ماہانہ کم از کم لازماً ایک پارہ ضرور ہو، جو طالبعلم ایک سے زیادہ پڑھے اس کو انعام بھی دیا جائے۔

☆ یاد رہے کہ سبق، پارہ سبق اور آموختہ تینوں بہت اہم ہیں مگر ان میں سب سے زیادہ اہمیت آموختہ کو دی جائے، بعض جگہ یہ انتہائی غلط فارمولہ دیکھنے میں آیا کہ "آگے بڑھو پیچھے مت دیکھو" پر عمل کیا جاتا ہے، یہ بہت ہی نقصان دہ ہے، ایسا کرنے والے عند اللہ ماخوذ ہونگے۔

سبق پارہ

☆ سبق پارہ یومیہ مکمل ایک پارہ سنا جائے، آگے نئے اسباق کا پاؤ پارہ ہو جانے پر پیچھے سے پاؤ پارہ کم کر دیا جائے۔

☆ پارہ سبق کے سننے میں درسگاہ کے کل طلبہ کی ذہانت کے اعتبار سے ترتیب قائم کر دیں یعنی ذہین طلبہ پہلے سنائیں پھر کمزور طلبہ سنائیں، اس طرح کمزور طلبہ کو یاد کرنے کا موقعہ مل جائیگا۔

☆ سبق پارہ اٹک، بھول، متشابہ، تبدیلی حرکات، مخرج کی کمی، لحن جلی، زیادتی حروف کے بغیر پختہ، مکمل تجوید کی رعایت کے ساتھ سنیں۔

☆ سبق پارہ میں اس دن کا نیا سبق ملا کر سنا جائے یعنی سبق پارہ کا ختم اس دن کے سبق تک ہو۔

☆ پارہ سبق ہر دن مکمل سنا جائے، یومیہ سننے کی وجہ سے پارہ میں سے چیدہ چیدہ نہ سنا جائے۔

☆ پارہ سبق بعد ظہر سنا جائے، کیونکہ عام طور پر ظہر بعد کی نشست کم وقت کی ہوتی ہے اور آموختہ سے پارہ سبق کی مقدار کم ہوتی ہے۔

☆ سبق پارہ استاذ خود سنے، ہرگز دوسرے سے نہ سنوائے۔

☆ سبق پارہ میں اگر اٹک جائے تو نہ بولا جائے بلکہ خود سے نکالنے دیا جائے، نہ نکالنے پر وقفہ دے کر دوبارہ سنا جائے، دوسری مرتبہ اٹکنے پر سہ بارہ نہ سنا جائے تاکہ طالبعلم پہلے ہی پختہ یاد کر کے لائے۔

آموختہ

☆ آموختہ کی مقدار یومیہ ہر طالبعلم کی کم ازکم ایک پارہ لازماً ہو، بہت ہی زیادہ کمزور و غبی طالبعلم ہوتو حسبِ موقعہ کچے پاروں کی مقدار میں وقتی طور پر کمی کی جائے۔

☆ آموختہ میں مندرجہ ذیل مقدار و ترتیب ہوتو بہت مفید ہے، یعنی طالبعلم کے مکمل پارے دس دنوں میں پورے ہو جائیں، اس طرح پر کہ پانچ پارے تک آدھا پارہ، پارہ چھ سے پارہ دس تک ایک پارہ، پارہ گیارہ سے پارہ پندرہ تک ڈیڑھ پارے، پارہ سولہ سے پارہ بیس تک دو پارے، پارہ اکیس سے پارہ پچیس تک ڈھائی پارے، پارہ چھبیس سے پارہ تیس تک تین پارے سنے جائیں، اس طرح ہر دس دنوں میں مکمل مقدار پوری ہو جائیگی۔

☆ اس ترتیب پر بھی آموختہ کی مقدار طے کی جاسکتی ہے (۱) پانچ پاروں تک روزانہ ایک پارہ (۲) دس پاروں تک روزانہ سوا پارہ (۳) پندرہ پاروں تک روزانہ ڈیڑھ پارہ (۴) بیس پاروں تک روزانہ پونے دو پارے (۵) پچیس پاروں تک روزانہ ڈھائی پارے (۶) ختم تک روزانہ تین پارے۔

☆ آموختہ استاذ خود سنے، ہرگز دوسرے سے نہ سنوائے۔

☆ آموختہ اٹک، بھول، متشابہ، تبدیلی حرکات، مخرج کی کمی، لحن جلی، زیادتی حروف کے بغیر پختہ، مکمل تجوید کے ساتھ سنیں۔

☆ آموختہ میں اگر اٹک جائے تو بولا نہ جائے بلکہ خود سے نکالنے دیا جائے، نہ نکالنے پر وقفہ دے کر دوبارہ سنا جائے، دوسری مرتبہ اٹکنے پر سہ بارہ نہ سنا جائے تاکہ طالبعلم پہلے ہی پختہ یاد کر کے لائے۔

☆ آموختہ صبح کی نشست میں سنا جائے، اس لئے کہ صبح کی نشست میں وقت بھی زیادہ

ہوتا ہے، نیز آموختہ کی مقدار بھی زیادہ ہوتی ہے۔

☆ جمیع طلبہ کا آموختہ صبح کی نشست میں ہی مکمل سن لیا جائے تا کہ بعد ظہر سبق پارہ سنا جاسکے، اگر اس کا التزام نہ کیا جائے تو پھر آگے کے نظام میں خلل ہوگا اور اس دن کے جملہ کام پورے نہیں ہوسکیں گے۔

متفرقات

☆ اس کا اہتمام کریں کہ جب تک ایک طالبعلم سنا رہا ہو دوسرے طلبہ استاذ کے قریب نہ بیٹھیں۔

☆ بیک وقت ایک طالبعلم کو ہی سنا جائے، درسگاہ میں اگر طلبہ کی تعداد زیادہ ہو تو دو طلبہ کو سنا جاسکتا ہے، اس صورت میں دونوں کو مکمل توجہ کے ساتھ سنا جائے کہ کوئی غلطی نہ رہ جائے اور کوئی آیت نہ چھوٹ جائے۔

☆ طالبعلم کو شروع ہی سے باآواز بلند پڑھنے کی عادت کرائیں، پست آواز سے پڑھنے میں اغلاط کے رہ جانے کا امکان ہے، نیز تجوید کی رعایت مشکل ہے۔

☆ اس پر نگاہ رکھیں کہ طالبعلم پڑھتے ہوئے منہ نہ بنائے، چہرہ نہ بگاڑے، ایسا کرنے پر روکا جائے۔

☆ سناتے وقت طالبعلم کو ایک ہاتھ کے فاصلہ پر بٹھائیں تا کہ بلند آواز سے پڑھنے کی عادت ہو۔

☆ طالبعلم استاذ کے پاس سناتے ہوئے دوزانو بیٹھے، ایک پاؤں کھڑا نہ رکھے۔

☆ استاذ کو اگر سننے کے درمیان کسی سے کوئی ضروری بات چیت کرنی پڑگئی تو طالبعلم کے سنانے کو موقوف کرادیں تا آنکہ فارغ ہوکر دوبارہ سننے لگیں۔

☆ سننے کے دوران غلطی پر سرخ پنسل سے نشانات لگائیں اور سنانے کے بعد طالبعلم کو ہر

نشان زدہ غلطی کو ۲۵ مرتبہ دہرانے کو کہیں، اس نشان کے لگانے میں قرآن مجید کا احترام محفوظ رکھیں یعنی بے تکے طریقہ پر نہ لگائیں۔

☆ استاذ اس بات کو دھیان میں رکھیں کہ طالبعلم کی ذہانت اور غباوت کی رعایت صرف نئے سبق میں ہو، نہ کہ آموختہ اور پارہ سبق میں، اس میں سبھی طلبہ یکساں ہیں۔

☆ ہر پارہ کے ختم پر اسی دن یا ایک دن کا وقفہ کر کے تیاری کے بعد اگلے دن صبح کی نشست میں بغیر کسی غلطی کے مکمل پارہ پہلے خود سنیں پھر نگران شعبہ یا دوسرے استاذ کے پاس سنوائیں، مکمل اطمینان پر آگے بڑھائیں۔ (قرآن مجید کے پختہ یاد ہونے کا یہ ایک اہم مرحلہ ہے)

☆ ختم پارہ اگر طالبعلم دوسرے دن سنائے تو اس دن ظہر بعد آموختہ بھی سنا جائے۔

☆ ہر پانچ پاروں (وَالْمُحْصَنٰتُ، وَاعْلَمُوْا، سُبْحٰنَ الَّذِیْ، اَمَّنْ خَلَقَ، اِلَیْهِ یُرَدُّ) کے ختم پر تیاری کے لئے ایک دن وقفہ کر کے دوسرے دن مکمل پانچ پارے ایک نشست میں سن کر پورے اطمینان پر آگے بڑھائیں۔

☆ ہر طالبعلم کے پاس یومیہ اندراج کے لئے کاپی نہ رکھوائیں کہ طالبعلم اسی میں الجھ کر رہ جاتا ہے، بلکہ استاذ اپنے پاس ایک لمبے سائز کی کاپی رکھیں جس میں ایک صفحہ پر ایک طالبعلم کے مکمل ماہ کی رپورٹ لکھی جائے۔

کاپی میں اس طرح نقشہ بنائیں:

۱۔ محمد سلمان آمبوری

مقدارِ سابقہ: ۷ پارے		مقدار ماہِ ہذا: پ۳ مکمل			کل مقدار: ۸ پارے		
تاریخ	دن	نیا سبق	کیفیت	پارہ سبق	کیفیت	آموختہ	کیفیت
۱	بدھ	تلک الرسل ع۴ تا ع ۵	یاد ہے	پ۲ ربع تا سبق	یاد ہے	پ۲۷ ربع تا سبق	یاد ہے
۲	جمعرات						
۳	جمعہ						

☆ دورانِ درس ایامِ تعلیم وتعطیل میں کسی بھی طالبعلم سے کوئی ہدیہ نہ لیں۔

☆ استاذ وقتاً فوقتاً ختمِ پارہ، پانچ پارے، ایک ماہ میں دو پارے نیز تجوید کے ساتھ عمدہ پڑھنے پر اپنی طرف سے طالبعلم کو انعام دے، اگرچہ کوئی چھوٹی چیز ہی کیوں نہ ہو، اس سے طالبعلم کو پڑھنے میں دلچسپی اور رغبت ہوگی۔

☆ طلبہ کو آپس میں کم سے کم سنوائیں۔

☆ کما حقہ جمیع طلبہ کا سبق، پارہ سبق اور آموختہ سننے کے لئے درسگاہ میں طلبہ کی تعداد ۱۰ تا ۱۲ ہی رکھیں، زیادہ تعداد معیاری تعلیم کے لئے مضر ہے۔

☆ ہر دن جمیع طلبہ کا سبق، سبق پارہ اور آموختہ مکمل کرائیں، کوشش کریں کہ کسی طالبعلم کا پارہ سبق اور آموختہ باقی نہ رہے، اگر کسی طالبعلم کا آموختہ یا پارہ سبق باقی رہ جائے اس دن نیا سبق نہ دیا جائے۔

☆ طلبہ میں اس طرح کا ماحول اور احساس پیدا کردیں کہ سبق پارہ اور آموختہ میں سے کوئی ایک کسی وجہ سے چھوٹ جائے تو اس دن نیا سبق نہیں ہوگا، اور طالبعلم نئے سبق کے چھوٹنے کو بڑی سزا محسوس کرے۔

☆ صبح میں جمیع طلبہ کا آموختہ مکمل ہو جائے تو پارہ سبق سننا شروع کردیں، اسی طرح دوپہر میں انتہائے وقت سے ۱۵ منٹ پہلے جمیع طلبہ کا سن کر ختم کردیں، اسی ترتیب سے طلبہ کا اندازہ اور حساب لگا کر سنیں، اگر کوئی طالبعلم سنانے میں تاخیر کرے تو از خود بلا کر سنیں، ۱۵ منٹ پہلے ختم کر کے جمیع طلبہ کا کل کے نئے سبق کا ناظرہ سن لیا جائے، ایسا نہ ہو کہ طالبعلم جب چاہے سنانے کے لئے آئے اور استاذ خالی بیٹھے رہیں یا اخیر وقت میں سنا جائے اور طلبہ باقی رہ جائیں وقت پورا ہوتے ہی استاذ چلے جائیں بلکہ درسگاہ کے جمیع طلبہ کے تینوں امور (سبق، آموختہ، پارہ سبق) کا یومیہ پورا کرا کر نیا سبق دینا استاذ کی ذمہ داری ہے، الا یہ کہ کسی طالبعلم کا آموختہ یا پارہ سبق اٹک یا غلطی یا کچا سنانے کی بناء پر رہ جائے۔

☆ طلبہ حفظ کی موجودہ صورت حال میں حافظ ہونے کے لئے چار سال کی مدت متعین کر سکتے ہیں، اس طور پر کہ پہلے سال پارہ ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶ پھر پارہ ایک اور ۲ (۷ پارے)، دوسرے سال پارہ ۳ تا پارہ ۱۲ (۱۰ پارے)، تیسرے سال پارہ ۱۳ تا پارہ ۲۲ (۱۰ پارے)، چوتھے سال پارہ ۲۳ تا پارہ ۲۵ (۳ پارے) اور ۱۵/ دور مکمل کرائے جائیں۔

☆ پہلے سال ۷ پاروں میں سے پانچ پاروں سے کم (چار یا تین) حفظ کرے تو پہلے سال ہی فیصلہ کر دیں کہ طالبعلم حفظ کے قابل نہیں ہے، والد یا سرپرست کو بلا کر صورت حال سے آگہی کر دیں، اس صورت میں طالبعلم کو فارسی جماعت میں داخل کیا جا سکتا ہے تاکہ وہ حافظ نہ بن سکا تو عالم بن جائے، نیز ابتداء ہی میں فیصلہ کی بناء پر طالبعلم کو آگے عربی درجات پڑھنے کا موقعہ مل جائیگا، بصورتِ دیگر زیادہ پارے ہونے کے بعد اگر قابل نہ ہونے کا فیصلہ کیا جائے تو طالبعلم ہمیشہ کے لئے ناکارہ ہو جائیگا، آگے یاد کئے ہوئے پارے یاد نہیں رکھ سکے گا اور (نعوذ باللہ) بھول جانے کی صورت میں ہم ہی وعید کے مستحق ہونگے۔ (اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ)

☆ درسگاہ میں چھوٹے بڑے طلبہ کو الگ الگ بٹھائیں، نیز تعلیم کے علاوہ اوقات میں آپسی دوستی سے منع کریں۔

☆ کسی بھی طالبعلم کے ساتھ اختصاصی معاملہ نہ کریں، سبھی طلبہ کیساتھ یکساں برتاؤ رکھیں۔

☆ طالبعلم سے ذاتی خدمت نہ لیں، نیز کسی بھی طالبعلم کی رقم اپنے پاس نہ رکھیں۔

☆ مدرسہ کے اوقات میں ہرگز سیل فون نہ رکھیں، نہ بند کر کے نہ خاموش کر کے کیونکہ اس سے حرج اور ذہنی انتشار رہے گا جو کہ تدریس کے لئے نقصانِ عظیم ہے۔

☆ باوضو رہنے کی عادت ڈالیں بالخصوص درسی اوقات میں باوضو ہی رہیں، بعض اساتذہ کو دیکھا گیا درسگاہ میں بے وضو رہتے ہیں اور طالبعلم سے قرآن مجید کے اوراق الٹواتے ہیں، یہ بہت ہی نازیبا حرکت ہے، قرآنِ مجید کی بے ادبی ہے، نیز طلبہ پر اس کا برا اثر پڑیگا۔

☆ استاذ درسگاہ میں چوکنا اور بیدار رہیں، درسگاہ میں بیٹھ کر ہرگز نہ سوئیں نہ اونگیں، بہتر ہے استاذ بلا ٹیک بیٹھیں۔

☆ قرآن مجید کے ساتھ جزدان اور رحل کا التزام کرائیں، بغیر جزدان کے قرآن مجید نہ رکھنے دیں، جزدان کے میلا ہو جانے پر دھلوائیں، اسی طرح رحل کے علاوہ دوسری تپائیوں سے احتراز کرائیں۔

☆ قرآن مجید کو جلد کرا کر اس پر بھی کاغذ چڑھانے کا پابند بنائیں، نیز قرآن مجید کے اندر دیگر کاغذات کے رکھنے اور سرورق کے علاوہ کہیں اور جگہ اپنا نام لکھنے سے منع کریں۔

☆ طلبہ کو صاف ستھرے لباس پہننے کی تاکید کریں کہ کلام اللہ کے پڑھنے والے طلبہ ہیں۔

نگرانی

☆ بعد مغرب وعشاء درسگاہ میں نگرانی کی جائے۔

☆ نگرانی میں جمیع طلبہ پر نگاہ رکھیں کہ طلبہ آپس میں باتیں نہ کریں، اِدھر اُدھر نہ دیکھیں، متعین طالبعلم کے بار بار ایسا کرنے پر تنبیہ کریں۔

☆ شرارت، کھیل کود اور مستقل اونگنے والے طالبعلم کو اپنے سامنے بٹھائیں۔

☆ نگرانی کے اوقات میں اگر مطالعہ یا اوراد و وظائف میں مشغول ہوں تو وقفہ وقفہ سے طلبہ کی طرف بھی متوجہ رہیں۔

☆ اگر کئی درسگاہ ہوں تو طلبہ کو یکجا مجتمع ہال یا مسجد میں بٹھا کر نگرانی کی جاسکتی ہے، اس صورت میں اساتذہ آپس میں بعد مغرب و بعد عشاء کی نگرانی تقسیم کرلیں۔

☆ اگر کئی اساتذہ بیک وقت نگرانی میں ہوں تو آپس میں یکجا بیٹھ کر باتیں نہ کریں بلکہ الگ الگ مختلف جگہوں میں بیٹھ کر نگرانی کریں۔

☆ نگرانی بھی اہم ذمہ داری ہے کہ اس میں لاپرواہی اور غفلت کی بناء پر اصل مقصد میں خلل اور کمزوری آئیگی۔

امتحانات

☆ ہر جمعرات کو اس ہفتہ بھر میں سنیچر سے بدھ تک پڑھے گئے کل مقدار آموختہ میں سے بلا تعیین استاذ اپنے اختیار سے کوئی بھی ایک پارہ بطور امتحان سنیں، اس کے لئے طالبعلم کو ہفتہ بھر کے پارے یاد کرتے رہنے کو کہا جائے۔ (پختگی کا پہلا مرحلہ)

☆ ہر پارے کے ختم پر مکمل پارہ بغیر کسی غلطی کے استاذ خود سن کر پھر دوبارہ بطور امتحان دوسرے استاذ یا نگران شعبہ کے پاس بھیجیں، وہ استاذ یا نگران مکمل پارہ سن کر اطمینان کے بعد آگے نیا سبق شروع کریں، آگے کی ترقی دوسرے استاذ یا نگران کے مکمل اطمینان پر ہو، عدم اطمینان پر دوبارہ پختہ کرا کر سنا جائے۔ (پختگی کا دوسرا مرحلہ)

☆ جب جب پانچ پارے ہوں (پارہ ۵، ۱۰، ۱۵، ۲۰، ۲۵، ۳۰) تو ایک دن کا وقفہ کر کے پہلے خود استاذ مکمل پانچ پارے ایک نشست میں سن کر دوسرے استاذ یا نگران شعبہ کے پاس بطور امتحان بھیجیں، دوسرے استاذ یا نگران شعبہ مکمل پانچ پارے ایک نشست میں سن کر اطمینان یا عدم اطمینان مع وجوہات تحریری رپورٹ متعلقہ استاذ کے پاس بھیجیں، مکمل اطمینان پر ہی آگے بڑھایا جائے۔ (پختگی کا تیسرا مرحلہ)

☆ پارہ ختم پر امتحان، پانچ پاروں پر امتحان و دیگر ضمنی امتحانات کے لئے مندرجہ ذیل تفصیلات کے ساتھ کاپی طبع کرالی جائے، یہ کاپی ہر درسگاہ میں استاذ کے پاس رہے، دورانِ حفظ جملہ امتحانات کا اندراج اسی کاپی میں ہو، یہ کاپی طالبعلم ممتحن استاذ یا نگران شعبہ کے پاس ختم پارہ، پنج پارے و دیگر امتحانات کے لئے جاتے ہوئے لیجائے، ممتحن بعد امتحان طالبعلم کی مکمل تعلیمی کیفیت اور اصلاح طلب امور اندراج کرے۔

نام طالبِ علم................................ درجہ:............ مدرسہ.............................

تاریخ	مقدارِامتحان	اسمِ ممتحن	اصلاح طلب امور	تجویز	دستخط

☆ ان ضمنی امتحانات کے علاوہ سال بھر میں دو بڑے امتحانات لئے جائیں جس کا طریقہ کار اس طرح ہو۔

اگر ایک درجہ ہو تو درجہ میں موجود یا کئی درجات ہوں تو کل درجات کے طلبہ کو ملا کر ایک تا دس پارے کے طلبہ کو مبتدی، ایک تا بیس پارے کے طلبہ کو متوسط، ایک تا تیس پارے کے طلبہ کو منتہی قرار دیں۔

☆ مبتدی طلبہ کے پارے کم ہونگے متوسط کے مقابلہ میں، مبتدی اور متوسط کے پارے کم ہونگے منتہی کے مقابلہ میں، اس لئے ان کے نمبرات میں بھی فرق کیا جائے۔

☆ تینوں مقدار کے طلبہ کی مکمل پڑھی ہوئی مقدار کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے اس طریقہ پر کہ اگر ۱۵ پارے ہوں تو ۵/۵/۵، پھر ہر تین حصہ کا الگ الگ امتحان ہو، اس سے مکمل مقدار میں امتحان ہوگا، نیز امتحان کا مقصد بھی پورا ہوگا کہ طالبعلم کو ہر مقدار کو کئی دفعہ دور کرنے کا موقعہ ملے گا، ضمنی امتحانات کے بھی نمبرات لگائے جائیں اور درجہ کامیابی میں شمار کئے جائیں، یہ امتحانات اپنے مدرسہ کے اساتذہ ہی بدل بدل کر لے لیں۔

امتحانات کا نقشہ ملاحظہ فرمالیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نتائج امتحان شعبۂ حفظ مدرسہ..............................

امتحانِ سالانہ: نوعیت طلبہ: متوسط

نمبر شمار	اسمائے طلبہ	پہلا حصہ بتاریخ: ۹؍ربیع الاوّل بروز: اتوار ممتحن: حافظ عبداللہ صاحب	نمبرات حفظ	نمبرات تجوید	دوسرا حصہ بتاریخ: ۱۲؍ربیع الاوّل بروز: بدھ ممتحن: حافظ عبدالشکور صاحب	نمبرات حفظ	نمبرات تجوید	تیسرا حصہ بتاریخ: ۱۵؍ربیع الاوّل بروز: سنیچر ممتحن: حافظ عبدالغفور صاحب	نمبرات حفظ	نمبرات تجوید
۱	محمد سلمان	پ۲۵ تا پ۳۰، پ۱	۶۰	۱۵	پ۲ تا پ۷	۷۰	۲۰	پ۸ تا پ۱۲	۷۵	۲۰
۲	محمد زبیر	پ۲۵ تا پ۳۰، پ۱	۷۵	۲۰	پ۲ تا پ۶	۸۰	۱۵	پ۷ تا پ۱۰	۸۵	۲۰

	کامیاب	ادنیٰ	متوسط	اعلیٰ
مبتدی	۶۰	۶۱ تا ۷۵	۷۶ تا ۹۰	۹۱ تا ۱۰۰
متوسط	۵۵	۵۶ تا ۷۰	۷۱ تا ۸۵	۸۶ تا ۱۰۰
منتہی	۵۰	۵۱ تا ۶۵	۶۶ تا ۸۰	۸۱ تا ۱۰۰

دستخط ناظم: دستخط ممتحن: تاریخ:

چاروں امتحانات کے بعد وسطی اور سالانہ امتحانات کے مشترکہ نتائج

نتائج امتحان شعبۂ حفظ مدرسہ

امتحان: سالانہ شعبہ: حفظ الف ممتحن: حافظ عبدالواحد صاحب تاریخ: ۱۶؍ربیع الاوّل دن: پیر

نمبر شمار	اسمائے طلبہ	مکمل مقدارِ خواندگی	نمبرات حفظ	نمبرات تجوید	اوسط سالانہ	اوسط وسطی	مجموعی اوسط	درجہ کامیابی
۱	محمد سلمان آمبوری	پ۲۵ تا پ۳۰، پ۱ تا پ۱۲	۳۰۰	۸۰	۹۵	۹۰	۹۲	اعلیٰ
۲	محمد زبیر ویلگوڑ	پ۲۵ تا پ۳۰، پ۱ تا پ۱۰	۲۴۰	۶۰	۷۵	۶۵	۷۰	ادنی

☆ جب تین حصوں کے تین امتحانات ہو جائینگے، اب مزید دو دن تیاری کے لئے وقفہ دے کر کل مقدار کا امتحان لیا جائے، اس امتحان کے لئے بہتر ہے کسی دوسرے مدرسہ کے استاذِ حفظ کو بطور ممتحن بلایا جائے۔

☆ اس طرح تین حصوں میں تقسیم کر کے امتحان لینے سے طالبعلم مکمل پڑھی ہوئی مقدار کا دور کر لیگا جو کہ اصل مقصدِ امتحان ہے، ورنہ اگر مکمل پڑھی ہوئی مقدار کا صرف ایک ہی امتحان ہوگا تو طالبعلم تیاری امتحان کے دو چار دنوں میں مکمل مقدار کا دور لا محالہ نہیں کر سکتا، چند پاروں کا ہی دور کر کے مجبوراً بغیر دور اور تیاری کے امتحان دے گا اور اس طرح برائے نام امتحان دینا بے مقصد و بے فائدہ ہے۔

☆ امتحان کا اصل مقصد مکمل پڑھی ہوئی مقدار کا پختہ ہو جانا ہے، اس لئے استاذ امتحان سے پہلے تیاری کے دنوں میں مکمل مقدار کا دور سن لیں۔

☆ حفظ کے طلبہ کے لئے امتحان جہاں ضروری ہے بار بار امتحان بھی زیادہ مفید نہیں ہے، تیاری امتحان کی خاطر کئی کئی دن سبق کا ناغہ ہوتا ہے جو کہ نقصان عظیم ہے، اس لئے جمعرات کا امتحان، پارہ ختم کا امتحان اور پنج پارے کا امتحان پابندی اور اہمیت کے ساتھ ہو جائے تو بہت مفید ثابت ہوگا۔

☆ نتائج امتحانات کے آنے کے بعد اعلیٰ درجہ میں کامیاب طلبہ کو بطورِ انعام وظیفہ جاری کر سکتے ہیں، وسطی امتحان میں کامیاب ہونیوالے طلبہ کو سالانہ تک، سالانہ میں کامیاب ہونیوالے طلبہ کو اگلے سال وسطی تک وظیفہ دیا جائے۔

☆ تجربہ کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ ممتحن مختلف مزاج کے ہوتے ہیں، کسی کا طریقہ امتحان انتہائی سخت ہوتا ہے تو کسی کا انتہائی نرم، کوئی گھنٹوں امتحان لیتے ہیں تو کوئی منٹوں میں، کوئی نمبرات دینے میں سخی ہوتے ہیں تو کوئی بخل سے کام لیتے ہیں، نیز ہر ممتحن کو اپنے طریقۂ کار پر ناز اور اصرار ہوتا ہے، اس طرح طلبہ کے نتائج اور حقیقتِ حال میں تضاد ہو جاتا ہے، کم نمبرات کے

طلبہ زیادہ نمبرات پالیتے ہیں اور مستحق طلبہ کے نمبرات رہ جاتے ہیں، اس کا طلبہ پر بہت برا اثر پڑتا ہے، پھر خود ذمہ داران کو طلبہ کے نمبرات ٹھیک کرنے پڑتے ہیں ورنہ بعض وقت طلبہ استحقاقی نمبرات نہ ملنے کی بناء پر نفسیاتی طور پر متاثر ہوکر ترکِ تعلیم کا فیصلہ بھی کر لیتے ہیں، اس لئے امتحان واقعی امتحان ہو، امتحان کے مقصد میں مکمل کامیابی ہو، امتحان لینے کا مجرب طریقہ درج کیا جاتا ہے، انشاء اللہ تعالی یہ طریقۂ کار امتحان کے لئے نہایت مفید ہوگا۔

طریقۂ کار و ہدایات برائے ممتحن

☆ ممتحن طلبہ کی پختگی کا امتحان لیں نہ کہ ذہانت کا، عام طور پر ذہانت کا امتحان لے کر طالبعلم کو متشابہات میں الجھا دیا جاتا ہے، طالبعلم کی یادداشت دیکھی جائے، اس لئے ہر سوال میں طالبعلم کو مکمل رکوع پڑھنے دیں، ایسا نہ ہو کہ ایک دو آیت پڑھوا کر ختم کر دیں۔

☆ امتحان لیتے وقت غصہ کا ہرگز اظہار نہ کریں کہ اس سے طالبعلم گھبرا کر یاد کیا ہوا یکلخت بھول جائیگا۔

☆ امتحان نہ بہت زیادہ سخت لیں نہ بہت نرم بلکہ امتحان لینے میں میانہ روی اختیار کریں۔

☆ ممتحن کے پاس بوقتِ امتحان اگر کوئی دوسرا غیر ممتحن شخص موجود ہو تو فطری طور پر طالبِ علم کو جھجھک ہوتی ہے اس لئے بوقتِ امتحان بغیر اجازت ناظم اپنے پاس کسی دوسرے شخص کو بیٹھنے کی اجازت نہ دیں۔

☆ امتحان طالبِ علم کی صلاحیت کی شہادت ہے اس لئے آنجناب لاگ ولحاظ کے بغیر دیانت داری کے ساتھ جوابات کے مطابق نمبرات تجویز فرمائیں، نمبرات دینے میں بخل اگر مذموم ہے تو بے جا سخاوت بھی اچھی نہیں ہے۔

☆ ممتحن کو ایک سادہ کاغذ پیش کیا جائے، دورانِ امتحان بغرض اصلاح وعمدگی تعلیم

اگر کوئی بات ذہن میں آئے تو اس کو نوٹ فرما کر دینے کو کہا جائے تاکہ آئندہ اس کی رعایت کرائی جا سکے۔

☆ ہر امتحان کے ۱۰۰ نمبرات ہونگے ، اس طرح کل چار امتحانات کے ۴۰۰ نمبرات ہونگے ، حاصل شدہ کل نمبرات کا اوسط نکالا جائے گا، اوسط کے بعد نکالے گئے نمبرات پر مبتدی، متوسط، منتہی کیلئے درج شدہ درجات کامیابی طے کئے جائینگے۔

☆ ہر امتحان کے مقدار میں تین سوالات لازمی طور پر کئے جائیں ، اس سے زیادہ بھی پوچھ سکتے ہیں، ہر جواب کے ۲۵ نمبرات اس طرح تین جوابات کے ۷۵ نمبرات ہونگے ، اٹک ، بھول، اور لحن جلی کی کوتاہی پر نمبرات گھٹائیں۔

☆ تجوید کے ۲۰ اور لہجہ کے لئے ۵ نمبرات اس طرح حفظ کے ۷۵، تجوید کے ۲۰، اور لہجہ کے ۵، کل ۱۰۰ نمبرات ہونگے۔

☆ امتحان لیتے ہوئے حافظہ، تجوید اور لہجہ کے نمبرات جو درج ہیں اس کا لحاظ رکھیں، بعض ممتحن کو دیکھا گیا صرف لہجہ سے متاثر ہو کر نمبرات دے دیتے ہیں۔

☆ نمبرات دینے میں درجہ کامیابی برائے مبتدی، متوسط، منتہی جو کہ نقشہ نتائج میں درج ہے اس کو مدنظر رکھ کر طالب علم کی حیثیت کے مطابق نمبرات دیں، تینوں کے درمیان مقدار کی بناء پر درجہ کامیابی میں فرق کیا گیا ہے۔

☆ نقشہ میں نمبرات کے درج کرتے وقت حفظ اور تجوید کے نمبرات الگ الگ درج کریں تاکہ تجوید کی اہمیت ہو۔

☆ امتحان سے فراغت پر نقشہ میں نمبرات کا جائزہ لیکر پوری رازداری رکھتے ہوئے ناظم/ مہتمم مدرسہ کو خود ہی حوالہ فرمائیں۔

تعزیر/سزا

☆ طالب علم کا سبق، پارہ سبق، آموختہ میں اٹک، غلطی اور بھول پر واپس لوٹا دیں کہ اپنی جگہ پر جا کر کھڑے ہو کر دوبارہ یاد کر کے لائے۔

☆ پارہ سبق یا آموختہ میں بہت زیادہ اغلاط یا بہت کچا ہونے پر نیا سبق نہ دیا جائے، نیا سبق کا کسی دن نہ ہونا بہت بڑی سزا ہونے کا احساس پیدا کریں کہ آج کا دن خالی گیا۔

☆ استاذ اپنے پاس چھڑی یا ڈنڈا ہرگز نہ رکھیں، رکھنے سے مارنے کی نوبت ضرور آئیگی۔

☆ تعزیر کے وقت غصہ اور نفس کا دخل ہرگز نہ ہونے دیں کہ اس سے حد سے تجاوز ہو جائیگا اور عند اللہ مسئول بھی ہونگے۔

☆ بطورِ سزا طالب علم کو اگر کھڑا بھی کیا جائے تو تھوڑی دیر میں بٹھا دیا جائے، گھنٹوں نہ کھڑا کریں کہ کہیں ظلم نہ ہو جائے، نیز زیادہ دیر کھڑا رہ کر یاد کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔

☆ بطورِ سزا طعام، کھانا نہ روکا جائے کہ اس سے صحت متاثر ہو کر تعلیم میں ہی خلل ہو سکتا ہے جو کہ اصل مقصد کے خلاف ہے۔

☆ سزا کے وقت گالی گلوج کے الفاظ یا ایسے الفاظ استعمال نہ کریں جو طالب علم کی غیرت کو چھیڑے، اس سے طالب علم کو شرارت اور ضد پیدا ہوگی نیز برا اثر بھی پڑیگا۔

☆ کھڑا کرنے کے علاوہ ہاتھوں پر سامان کا بوجھ رکھوانا، اسی طرح گھٹنوں کے بل کھڑا کرنا، مرغے کی شکل بنانا، اٹھک بیٹھک کروانا یا دھوپ میں کرنا یہ سب بالکل غلط ہے، ہرگز اس طرح سزا نہ دیں۔

☆ سزا کے موقعہ پر انتقامی برتاؤ ہرگز نہ کیا جائے کہ یہ انتہائی غلط اور مضر ہے، اس سے طالب علم باغی اور گستاخ بن کر حفظ سے محروم ہو جائیگا۔

☆ بطورِ سزا طالبِ علم کے ساتھ قطع کلامی ہرگز نہ کریں کہ شرعاً یہ کبیرہ گناہ ہے، نیز اس کا طالب علم پر بہت غلط اثر پڑیگا۔

☆ طالب علم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی مکمل توجہ کریں، اخلاقی نگرانی رکھیں، کوئی غلط عادت (آپسی اختلاط، فلم بینی، بیڑی یا سگریٹ نوشی موبائیل یا آئی پاٹ کا طالب علم کے پاس ہونا، گانا سننا، ایک مشت سے کم ڈاڑھی کٹوانا، خلافِ شرع وضع قطع اختیار کرنا وغیرہ) پر مشورہ کے بعد فوری تنبیہی اقدام کیا جائے کہ یہ علم وعمل کے لئے نہایت نقصان دہ ہے اور دوسرے طلبہ میں متعدی ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں، ان اغلاط پر تنبیہ کے باوجود باز نہ آنے پر والدین یا سرپرست کو بلا کر حقیقتِ احوال سے آگہی کے بعد اخراج بھی کیا جا سکتا ہے۔

☆ طلبہ کے ساتھ استاذ ہمیشہ نفرت آمیز لہجہ یا سختی نہ کریں کہ اس سے طلبہ کو اس استاذ سے ہمیشہ کی نفرت ہو جائیگی جو کہ طالب علم کے لئے علم حاصل کرنے میں رکاوٹ کا باعث ہو جائیگا۔

☆ جس دن آموختہ یا سبق پارہ کے بہت زیادہ کچا ہونے پر نیا سبق نہ ہو اس دن بعد عصر کی چھٹی بند کر کے مسجد میں پڑھنے کے لئے بٹھا دیا جائے، اس سے طالبعلم کو احساس ہوگا اور آئندہ سبق کا ناغہ نہیں ہونے دیگا۔

دور

☆ جب طالبعلم حفظ مکمل کرلے فوری دور شروع کر دیا جائے، ختم پر ایک رکوع یا پاؤ پارہ باقی نہ رکھا جائے، کیونکہ اتنا حصہ ہمیشہ ہی کچا رہ جاتا ہے۔

☆ یاد رہے کہ طالبعلم کی اب تک کی محنت کے برابر اب دور کی محنت ہے، عام طور پر حفظ ختم ہوتے ہی طالبعلم اور استاذ میں لاپرواہی آجاتی ہے جو کہ نقصان عظیم ہے۔

☆ دور میں طالبعلم اور استاذ ہرگز غفلت نہ برتیں، کہ ذرا سی بھی غفلت پر ہمیشہ کا نقصان

ہوجائیگا۔

☆ کوشش کر کے چوتھے سال عیدالاضحیٰ کی تعطیل تک حفظ ختم کرادیں اور بعد عیدالاضحیٰ تا رجب لازماً پندرہ (۱۵) اور زیادہ سے زیادہ جتنا ہو سکے دور کرایا جائے، نیز پندرہ سے زائد دور کرنے پر گرانقدر انعام دیا جائے۔ (انعام کی اطلاع پہلے دے دی جائے۔)

☆ دور اس ترتیب پر کرایا جائے تو انشاء اللہ قرآن مجید پختہ اور پکا ہوجائیگا، پہلا دور یومیہ دو پارے کا (صبح میں ایک، دوپہر میں ایک پارہ)، دوسرا دور یومیہ تین پارے (صبح میں دو، دوپہر میں ایک پارہ)، تیسرا دور یومیہ چار پارے (صبح میں ڈھائی، دوپہر میں ڈیڑھ پارے) چوتھا دور سے بارھواں دور تک ہمیشہ یومیہ پانچ پارے اس طور پر کہ سنیچر (ہفتہ) سے شروع ہوکر جمعرات کو دور مکمل ہوجائے سنا جائے (صبح میں تین دوپہر میں دو پارے) تیرھواں اور چودھواں دور یومیہ دس پارے (صبح میں سات، دوپہر میں تین پارے)، پندرھواں دور یومیہ پندرہ پارے (صبح میں دس، دوپہر میں پانچ پارے) سنے جائیں، اس کے بعد سولھواں دور مکمل قرآن مجید ایک نشست میں سنا جائیگا۔

☆ دور مکمل توجہ کے ساتھ سنا جائے، دورانِ حفظ جو کوئی کسی بھی طرح کی غلطی رہ گئی ہو اس کو اب ٹھیک کردیا جائے۔

☆ آخری سال ۲۵ ؍رجب المرجب کو دور سننا بند کردیا جائے اور پانچ دن طالبعلم کو تیاری کے لئے موقعہ دے کر یکم شعبان المعظم کو مکمل قرآن مجید ایک نشست میں مسلسل سنا جائے، اس طور پر کہ بعد فجر بالفور شروع کردیا جائے، ناشتہ اور ضروریات کے لئے ایک گھنٹہ کا وقفہ کیا جائے پھر سننا شروع کردیں ۱۲ تا ۱ بجے کھانا، ضروریات اور نماز کے لئے وقفہ کیا جائے، پھر سنا جائے، نماز عصر کے لئے آدھے گھنٹہ کا وقفہ کیا جائے پھر سنا جائے، مغرب سے قبل انشاء اللہ تعالیٰ مکمل ہوجائیگا، اگر باقی رہ جائے تو بعد مغرب سن لیا جائے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ)

☆ ایک نشست میں سنانے والے طلبہ کو گرانقدر انعام دیا جائے۔(بہتر ہے اس انعام میں کتب درسیات اور اکابر کے مواعظ وخطبات دئے جائیں۔)

☆ پندرہ دور سے اگر زائد کا موقعہ ہو تو یومیہ پانچ پاروں کی ترتیب پر اسی طرح دور کرائیں کہ سنیچر سے شروع ہو جمعرات میں ختم ہو جائے۔

☆ دور کے درمیان میں طالبعلم کو جملہ متشابہات کی نشاندہی کردی جائے، سنانے کے دوران متشابہ آیت پر روک کر اس طرح کی آیات معلوم کریں، وہ خود بتائے، تاخیر پر استاذ بتائیں۔

☆ حفظ ختم ہو کر جیسے ہی دور شروع ہو اس طالبعلم کو کسی دوسرے طالبعلم کا سننے کے لئے نہ کہا جائے، عام طور پر دور والے طالبعلم کو دوسرے طلبہ کا آموختہ سننے میں لگا دیا جاتا ہے، اور وہ خود یاد نہیں کر پاتا ہے، حالانکہ یہ وقت اس کے لئے بہت اہم ہے کہ زیادہ پارے سنا کر زیادہ سے زیادہ دور کرنا ہے۔

☆ دور میں محض گنتی مقصود نہیں ہے اصل تو پختگی ہے، دور سنتے ہوئے اس مقصد کو مدنظر رکھا جائے کہ ہر آگے کے دور میں پچھلے دور کے مقابلہ میں پختگی آئی یا نہیں؟

☆ دوران دور بعد مغرب وعشاء نہ سنا جائے بلکہ یہ اوقات طالبعلم کو یاد کرنے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔

☆ دس دور مکمل ہو جانے کے بعد ہر دن بعد عشاء دو رکعت نفل میں ایک پارہ بالجہر پڑھنے کا معمول بنایا جائے، کم از کم اس طرح نوافل میں تین دور کا اہتمام کرائیں، اس کے علاوہ پنجوقتہ نمازوں سے قبل وبعد کے سنن ونوافل میں تسلسلاً پڑھنے کا پابند بنائیں۔

☆ محض تعداد میں اضافہ یا جوابدہی سے بچاؤ یا جلسہ کرانے کی خاطر طالبعلم کو ہرگز حافظ نہ بنائیں بلکہ خالصۃ لوجہ اللہ عند اللہ مسئولیت کو مدنظر رکھتے ہوئے جید حافظ بنائیں جو حفظ اور تجوید دونوں اعتبار سے عمدہ ہو۔

☆ حفظ اور تجوید، اخلاق وعادات کے اعتبار سے مکمل اطمینان ہو جانے پر ہی سند دیجائے۔

☆ دورانِ تعلیم اور بعدِ فراغت ہمیشہ اپنے حفظ کئے ہوئے قرآن مجید میں ہی پڑھنے کو کہا جائے۔

☆ سند دئے جانے سے قبل حفاظ کرام کو مسائل تراویح وامامت، نیز تراویح سے متعلق اکابر کا مسلک (بلا اجرت تراویح کا سنانا، دورانِ تراویح سوائے مصارفِ سفر کے دیگر ہدایا لینے سے گریز کرنا) اچھی طرح سمجھا دیا جائے۔

تراویح کیسے پڑھائیں!

☆ تراویح میں پڑھنے کی مقدار طالبعلم کو سمجھا دیں کہ بروقت پہلے سال حافظ کو پریشانی نہ ہو۔

پہلا طریقہ: اگر ۲۷ ویں کو ختم کرنا ہو تو اس ترتیب سے پڑھے، پہلے سولہ دن تک سوا پارہ، پھر نو دن تک ایک ایک پارہ، پھر اخیر دو دن آدھا آدھا پارہ، اس طرح پہلے سولہ دنوں میں بیس پارے، پھر نو دنوں میں نو، پھر اخیر دو دنوں میں آدھا آدھا کر کے ایک، اس طرح کل ۲۰+۹+۱=۳۰ ہوئے۔

دوسرا طریقہ: اگر ۲۹ ویں کو ختم کرنا ہو تو اس ترتیب سے پڑھے، پہلے چار دنوں تک سوا پارہ پھر ہر دن ایک پارہ، اس طرح پہلے چار دنوں میں پانچ پارے اور بقیہ پچیس دنوں میں پچیس پارے، اس طرح کل ۵+۲۵=۳۰۔

تیسرا طریقہ: اگر عشرہ یعنی دس دنوں میں ختم کرنا ہو ہر دن تین پارے اس ترتیب پر کہ پہلے چار رکعت میں پاؤ پارہ، پھر بقیہ سولہ رکعتوں میں سے ہر دو رکعت میں پاؤ پارہ، اس طرح پہلے چار رکعتوں میں ایک اور بقیہ سولہ رکعتوں میں دو پارے، کل تین پارے یومیہ اور کل دس دنوں میں تیس پارے ہوئے۔

چوتھا طریقہ: اگر پندرہ دنوں میں ختم کرنا ہوتو ہر دن دو پارے اس طور پر پڑھے کہ پہلے بارہ رکعات کے ہر دو رکعات میں پاؤ پارہ پڑھے، اس طرح بارہ رکعات میں ڈیڑھ پارے ہونگے، ما بقیہ آٹھ رکعتوں میں آدھا پارہ اس طور پر کہ پاؤ پارے میں چار رکعات ہوں۔

گذارشات

☆ بحمد اللہ تجربہ کے بعد جملہ اصول مرتب کئے گئے ہیں، یہ حتمی نہیں ہیں حسبِ موقعہ مفید ترکیبوں کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

☆ جملہ ترکیبوں کی کامیابی کا مدار اساتذۂ کرام پر ہے کہ وہ اس کو اپنا کر طلبہ کے جید حفاظ بننے میں معاون بنیں۔

☆ ان جملہ ترکیبوں کے علاوہ اساتذۂ کرام طلبہ کے حق میں دعاؤں کا اہتمام کریں کہ استاذ اور والدین کی دعائیں طلبہ کے حق میں قبول ہوتی ہیں۔

☆ کسی بھی طالبعلم کا حفظ کے لئے قابل نہ ہونے کا فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کریں بلکہ بھرپور کوشش کے بعد واقعی حافظہ کی کمی ہوتو فیصلہ کیا جائے۔

☆ تجربہ کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ طالبعلم کے حافظ ہونے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے بعد سب سے زیادہ کردار استاذِ مکرم کا ہوتا ہے اس لئے استاذ واقعی مشفق ومہربان بن کر طالبعلم کو حافظ بنانے کی فکر کریں۔

☆ جیسے جیسے زمانہ گزرتا جارہا ہے مختلف وجوہات کی بناء پر مدارس میں طلبہ کی آمد کم ہورہی ہے، اس لئے آنیوالے طلبہ کو غنیمت جان کر خوب دلچسپی، محنت وشفقت کا معاملہ فرمائیں۔

☆ استاذ مکرم کا مشفق ومہربان ہونے میں، تعلیم وتربیت، تعزیر وسزا میں احتیاط کے لئے عند اللہ مسئولیت کا استحضار چاہئے، اس استحضار کے لئے تقوی والی دولت چاہئے، تقوی اہل اللہ

کی صحبت واصلاحی تعلق سے آتا ہے، اس لئے مدرس کا مشائخ اہل اللہ سے اصلاحی تعلق ضرور ہونا چاہئے، نیز یہ تعلق بھی حقیقی معنوں میں ہو نہ کہ رسمی طور پر، برائے نام نہ ہو، اکابر سے تعلق، اپنے حال احوال سنا کر اصلاح لیتے رہنے، ذکر واذکار، معمولات کی پابندی کرتے رہنے سے انشاء اللہ تعالیٰ تقوی کی دولت حاصل ہوگی جو کہ دنیا اور آخرت میں مدرس اور طلبہ کے لئے نافع اور نہایت ہی مفید ہوگی۔

تمت بحمد اللہ تعالیٰ